مقصد
وِلادَتِ المسیح

25 دسمبر انسانی تاریخ میں ایک ایسا دِن ہے جِسے عالمی طور پر ہر ملک اور ہر مذہب میں بڑے جوش وخروش اور عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔اس دِن کو عیدِ ولادت المسیح کہا جاتا ہے۔ عالمی طور پر اس دِن کو کرسمس کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔کئی ممالک کے بڑے شہروں کو نومبر کا آغاز ہوتے ہی دُلہن کی طرح سجایا جانے لگتا ہے۔حتیٰ کہ وہ لوگ جن کا حضرت عیسیٰ المسیح پر ایمان نہیں وہ بھی اس دِن کو بڑی عقیدت کیساتھ مناتے ہیں۔ مذاہب عالم میں منائے جانے والے تہواروں کی طرح مسیحی لوگ بھی عیدِ ولادت المسیح کا تہوار بڑے جوش وجذبے سے مناتے ہیں اور حسبِ معمول گھروں کو سجاتے، تحائف کا آپس میں تبادلہ کرتے، عزیز واقربا کو کارڈز بھیجتے اور بچے وبڑے رنگارنگ لباس پہنتے ہیں۔کلیسیاء میں مختلف پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں اور ربّ العالمین کی حمد وستائش کی جاتی ہے۔

ہمارے پیارے وطن عزیز پاکستان میں مختلف ٹیلی ویژن اسٹیشن سے مسیحی علماء اس دِن کی اہمیت اور اس سے متعلقہ واقعات بیان کرتے ہیں۔ہم حکومتِ وقت کے ممنون ہیں کہ اہلِ کلیسیاء کو اس وطن میں آزادی حاصل ہے۔ کئی کلیسیائی پروگراموں میں وہ لوگ بھی شرکت کرتے ہیں جو مسیحی نہیں ہیں۔ایسے لوگ ہمیشہ کُشادہ ذہن اور باشعور ہوتے ہیں۔یقیناًوہ داد کے مستحق ہیں۔

مجھے کئی ایسے صاحبان سے شرفِ ملاقات ہوا جن کو اس دِن کی اہمیت سے متعلق کُچھ علم نہیں ہے۔ایسے لوگ اس دِن کو بطورِ عید تو منا لیتے ہیں لیکن اس کے پیچھے کیا حقائق ہیں اور انتظامِ خداوندی برائے نوعِ انسان کیا ہے وہ نہیں سمجھتے۔ان لوگوں کیلئے یہ دِن رسمی سا ہے اور وہ روایات کے پیروہو کر اس دِن کو مناتے ہیں۔

میرے کئی غیر مسیحی دوست مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس دِن شراب وشباب کا دور بھی چلتا ہے کہ نہیں؟چونکہ اُنہیں حقائق سے واقفیت نہیں اس لئے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

عرصہ دراز سے خاصہ دِل میں یہ خیال موجزن تھا کہ مضمون ہٰذا پر قلم اُٹھایا جائے اور اس بات کو کھول کر بیان کیا جائے کہ سیّدنا حضور المسیح کے اس دُنیا میں تشریف لانے کا مقصد کیا تھا۔لہٰذا آج یہ شرف ملا کہ کُچھ لکھ پاؤں تاکہ اس مضمون کے پڑھنے سے بہت سے مسیحی اور غیر مسیحی خواتین وحضرات پر حقیقتِ ولادت المسیح روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔یوں ہم اس یومِ ولادت المسیح کو رسماً نہیں بلکہ صدقِ دِل سے منائینگے اور پروردگارِ عالم کے حضور ولادت المسیح کیلئے شکرگزاری کے ترانے پیش کرینگے۔

خالقِ ارض وسماء نے تخلیقِ کائنات میں سب سے آخر پر انسان کو بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور خود ہی اُسکا نام بھی رکھا۔اس پہلے انسان کو ہم آدم کے نام سے جانتے ہیں۔پروردگار نے جنتِ ارضی میں حضرت آدم کو ماسوا ایک کے تمام درختوں کا پھل کھانے کیلئے اجازت دی۔مگر ابلیسِ لعین کے بہکانے سے آپ نے خدا کی حکم عدولی کر دی۔اللہ کی حکم عدولی گناہ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ خدا گناہ کو پسند نہیں کرتا۔گناہ خالق اور مخلوق کے درمیان جُدائی پیدا کر دیتا ہے۔یوں بوجہ نافرمانی انسان اُس مقامِ محمود سے گر گیا اور نسلِ انسانی میں گناہ نسل در نسل منتقل ہوتا چلا گیا۔توریت شریف میں آیا ہے کہ خداوندِ قدوس نے حضرت آدم وحوّا کو جنتِ ارضی سے نکال دیا۔

توریت شریف سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نسلِ آدم میں گناہ پھیلنے کی وجہ سے حضرت قائین نے اپنے سگے بھائی حضرت ہابیل کو مار ڈالا۔اس قتل کے پیچھے حسد کا گناہ تھا جو فطرتی و موروثی طور پر اُن میں موجود تھا۔اس حسد کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ہابیل کی نذر کی ہوئی قربانی خداوندِ قدوس کے ہاں مقبول ہوئی جبکہ حضرت قائین کی نہیں ہوئی۔یوں گناہ پُشت در

پُشت بڑھتا چلا گیا چنانچہ حضرتِ نوحؑ علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پانی کا طوفان بھیج کر نافرمان نسل کو مٹا ڈالا۔ محض حضرتِ نوحؑ کا خاندان زندہ بچا۔ اسی طرح حضرتِ لُوطؑ کے زمانے کے لوگ اگر اچھے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے گندھک اور آگ کی بارش برسا کر اُن کو ہلاک نہ کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی تک انسان کے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہ تھا جس سے پتہ چلتا کہ جائز و ناجائز کیا ہے؟ حلال اور حرام کیا ہے؟ نیکی اور بدی کیا ہے اور پاک و ناپاک کیا ہے؟ چنانچہ خداوندِ کریم نے حضرتِ موسیٰؑ کے ذریعے وہ پیمانہ یعنی شریعت بخشی جو آج بھی اور رہتی دُنیا تک مذاہبِ عالم میں رائج رہے گی۔ ان ہی شرعی احکام کے موافق عالمی عدالتیں کام کرتی ہیں۔ شریعت نے ہمیں گناہ کی پہچان کروائی۔ شریعت نے ہمیں فتویٰ دیا کہ گنہگار ہونے کے سبب سے تُم مجرم ہو۔ شریعت نے ہمیں بری نہیں کیا۔ شریعت مستقبل میں ہونے والے ایک اہم ترین واقعے کی عکاسی کر رہی تھی۔ احکامِ شریعت اور شرعی رسومات کے تقاضوں کے مطابق مختلف قسم کے گناہوں اور طہارت کیلئے مختلف قربانیاں دی جاتی تھیں۔ اہلِ یہود قبلہ اوّل میں یومِ کفارہ کو جانوروں کی قربانیوں کے لہو کے دریا بہایا کرتے تھے۔ تو بھی یہ قربانیاں انسان کے خدا سے ٹوٹے ہوئے رشتے کی بحالی کیلئے ناکافی تھیں۔ ان کا کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔ اسی لئے کلام اللہ میں آیا ہے کہ اگر وہ قربانیاں گنہگار انسان کو خدا سے ملا سکتیں تو اُن کا سلسلہ جاری رہتا وہ موقوف نہ ہو جاتیں۔

شریعتِ موسوی ایک ایسا پیمانہ تھا جس کے ذریعے انسان کو ماپا تولا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معیار پر کوئی پورا نہ اُتر سکا۔ اس کی مثال میں اکثر یوں دیتا ہوں کہ تھرمامیٹر یہ بتاتا ہے کہ تمھیں بخار کتنا ہے۔ اسی طرح شریعت ہمیں گنہگار تو ٹھہراتی ہے مگر شریعت گناہ کا علاج نہیں اور نہ ہی شریعت انسان کو خدا سے ملا سکی۔

اہلِ یہود کی تاریخ میں قربانیوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بذاتِ خود حضرتِ آدمؑ و حوّاؑ کیلئے چمڑے کے کُرتے بنائے۔ لہٰذا ضرور ہے کہ کسی جانور کی جان گئی ہوگی تب ہی چمڑے کے کُرتے بن پائے۔ حضرتِ ہابیلؑ و قابیلؑ نے جو قربانیاں کیں وہ اُنہوں نے اپنے والدین کو کرتے ہوئے دیکھ کر کیں۔ اگرچہ توریت شریف اس سے متعلق خاموش ہے۔ اس کے بعد حضرتِ نوحؑ نے کشتی سے باہر آ کر قربانی کی۔ حضرتِ ابراہیمؑ سے اُن کے بیٹے کی قربانی کا تقاضا کیا گیا۔ یہودی تاریخ قربانیوں کے لہو سے لکھی ہوئی ہے۔

انبیاءِ کرام کے تشریف لانے، شریعت کے دیئے جانے اور شریعت کے مطابق قربانیاں کرنے کے باوجود انسان گناہوں کے بارِ گراں تلے دبا ہی رہا اور آزاد نہ ہو پایا۔ اللہ تعالیٰ جب شریعت اور اُس کے تقاضوں کے عین مطابق ساری دُنیا پر نگاہ کرتا ہے تو یہ کہہ اُٹھتا ہے کہ ”کوئی بھی راستباز نہیں ایک بھی نہیں اور سب نے گناہ کیا اور قُربتِ خداوندی سے محروم ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم سب کے سب گنہگار ہیں اور ہم بذاتِ خود کچھ ہی کیوں نہ کریں پھر بھی اُس معیارِ خداوندی تک پہنچنے سے عاجز ہیں جو خدا کو مطلوب ہے اور نہ ہی اُس مقام تک رسائی کر سکتے ہیں جس سے حضرتِ آدمؑ میں ہو کر ہم گر چکے ہیں۔

ہم نے نہ تو انبیاءِ کرام کی مانی اور نہ ہی قربانیوں کا یہ سلسلہ ہمیں ربّ سے ملا پایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گنہگار انسان کیلئے کسی ایسی قربانی کی ضرورت تھی جو انسان کے برابر کی ہو۔ اس سے مراد یہ کہ کوئی حیوان انسان کے برابر نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی ہو سکتا ہے تو انسان ہی انسان کے برابر ہو سکتا ہے۔ حیوان اشرف المخلوق نہیں بلکہ انسان ہی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کیلئے عوضی کوئی انسان ہی ہو سکتا ہے۔ حیوان اس لئے بھی انسان کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ جن آزمائشوں سے ہم دوچار ہوتے ہیں یا جو گناہ ہم کرتے ہیں اُن سے کوئی حیوان دوچار نہیں ہوتا صرف انسان ہی ہو سکتا ہے۔ یہی سبب تھا کہ گنہگار انسان کیلئے کسی برابر کی قربانی کی ضرورت تھی۔

یہاں پر ایک حقیقت بیان کرتا چلوں کہ جس جانور کی قربانی کی جاتی تھی اُس کیلئے ایک شرط لازم تھی اور وہ یہ کہ بے عیب ہو۔ یعنی اس جانور میں کسی بھی طرح کا عیب نہ پایا جائے۔ اسی طرح انسان کیلئے اگر کسی دوسرے اِنسان کی قربانی ہوتی تو قربان ہونے والے شخص کا بھی بے گناہ یا بے عیب ہونا ضروری تھا۔ اگر اس طرح کا کوئی انسان ڈھونڈا جاتا تو کہاں سے ڈھونڈا جاتا۔ کیونکہ خدائے عادل و منصف نے تو یہ پہلے ہی سے کہہ دیا کہ کوئی بھی راستباز نہیں ایک بھی نہیں؛ سب نے گناہ کیا اور اسی حالت میں میری حضوری میں نہیں آ سکتے۔ اب بشر کے عوضی ہونے کیلئے کسی بے عیب بشر کو کہاں سے لایا جاتا جو انسان بھی ہو اور پاک و بے عیب بھی ہو جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

روئے زمین پر ایسا کوئی شخص نہیں تھا جو مرد و زن سے پیدا ہوا ہو اور اُس کی ذات میں کوئی گناہ نہ ہو۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ کلام اللہ کو بنیاد بناتے ہوئے بات کرتا

ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فدیہ کیلئے بذاتِ خود انتظام بھی کیا۔ یہ عوضی کلمۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے ازل سے ہی اللہ تعالیٰ کیساتھ تھا۔ اسی کلمے کے وسیلے سے یہ عالم بنے۔۔ دُنیا و مافیہا جو کچھ بھی اس دُنیا میں ہے وہ سب کچھ اسی کے وسیلے سے وجود میں آیا۔

اب وہ وقت آ گیا کہ اللہ تعالیٰ اُس کلام کو جسم دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ سے حضرتِ مریمؑ تک پیغام بھیجا کہ آپ معجزانہ طور پر میری قدرت سے اُمید سے ہونگی اور آپ سے ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کا نام بھی قبل از پیدائش اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود منتخب کیا۔ چنانچہ حضرتِ مریمؑ نے اللہ تعالیٰ کی صدا پر لبیک کہا۔ وقتِ مقررہ پر آپ سے اُس فرزندِ موعود کلمۃ اللہ عیسیٰ المسیح کی ولادت
باسعادت ہوئی۔

میں نے آپ کی خدمت میں ابھی تک جو کچھ عرض کیا وہ اُس بڑی ضرورت کے پسِ منظر میں بیان کیا کہ آخر سیّدنا حضور المسیح کے اس دُنیا میں تشریف لانے کی ضرورت کیا تھی۔

اب میں یہ عرض کرتا چلوں کہ المسیح کی ولادت تو ہو گئی اور اس کے بعد آپ نے تقریباً تینتیس برس کی عمرِ عزیز گزاری۔ یوں تو آپ بوقتِ ولادت ہی سے کائنات کی توجہ کا مرکز بن گئے مگر میں صرف اس ارضی عُمر کے آخری تین سالوں کی بات کرتا ہوں کہ ان سالوں میں بھی آپ نے لوگوں کی بھلائی کیلئے کام کیئے، اخلاقیات پر درس دیئے اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان معجزات بھی کیئے۔ آپ نے لوگوں کی توجہ رسوم سے ہٹا کر زندہ خدا کی طرف مبذول کرائی۔

درس و تدریس کے دوران آپ نے انبیاءِ کرام کی نبوتوں کی تکمیل ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ فردوسِ بریں میں جانے کیلئے اگر کوئی راستہ ہے تو وہ میں ہی ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی ہے جو مجھ پر گناہ ثابت کرے؟۔ ایسا کوئی بھی شخص نہ تھا جو یہ ثابت کرتا کہ آپ نے فلاں وقت یہ گناہ کیا۔ اس دُنیا میں اپنی آمد کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دوں۔

جب حضرتِ یحیٰؑ (یوحنّا) نے حضور المسیح کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "دیکھو خدا کا برہ جو دُنیا کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ حضرتِ (یوحنّا) نے یہ بھی فرمایا کہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنے کلمے یعنی رُوحانی فرزند کو اس دُنیا میں بھیج دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے وہ جہنم کا وارث نہ ہو بلکہ قُربتِ خداوندی میں حیاتِ ابدی حاصل کرے۔

قصہ المختصر یہ کہ حضور المسیح کے اس دُنیا میں تشریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ بنی نوع انسان کیلئے اپنی جان بطور فدیہ اور عوضی کے قربان کریں۔ کیونکہ گنہگار انسان کیلئے نارِ جہنم منتظر تھی۔ مگر مسیحا مرضِ گناہ کی دوا بن گئے تاکہ اُن کی موت کے وسیلے سے ہم خدائے بزرگ و برتر کی نزدیکی میں آ جائیں۔ چنانچہ مسیحا آج سے دوہزار سال پہلے گنہگار انسان کی خاطر یعنی میری اور آپ کی خاطر قربان ہو گئے۔ مسیحا اس لئے ہمارے گناہوں کیلئے قربان ہوئے تاکہ ہم خدا سے جُدا نہ رہیں۔ وہ اس لئے عرش سے فرش پر آ گئے کہ اُن پر ایمان لانے کے وسیلے سے ہم فرش والے عرش والے بن جائیں۔ وہ اس لئے آسمان سے اس زمین پر تشریف لائے کہ ہم زمین والے آسمان والے بن جائیں۔ اے گنہگار انسان! تیری فلاح اور نجات اس میں نہیں ہے کہ تُو نے کیا کیا یعنی کتنے تیر مارے اور کتنے اعمالِ صالح کیئے ہیں بلکہ اس میں ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے حضور المسیح کے وسیلہ سے تیری فلاح اور مخلصی کا انتظام کیا ہے۔ یہ انتظامِ الٰہی کے تحت قربانی ہے۔ جس کیلئے مجھے اور آپ کو کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ یہی انسان کے برابر کی قربانی ہے جو کُل جہان کے لوگوں کیلئے ہے۔

میرا آپ کو برادرانہ، دوستانہ اور مخلصانہ مشورہ ہے جسے آپ نہ تو حکم سمجھیں اور نہ ہی تبلیغ۔ اگر آپ چاہیں تو آپ آج اور اِسی وقت حضور المسیح پر ایمان لا کر انہیں اپنے نجات دہندہ مالک اور آقا کے طور پر قبول کریں۔ اپنے گنہگار ہونے کا اقرار کریں اور ماضی کے گناہوں سے توبہ استغفار کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس نے آپ کے گناہوں کی خاطر کامل قربانی کا انتظام کیا کیونکہ ماضی میں کی جانے والی قربانیاں اس حقیقی قربانی کا عکس تھیں۔ اس قربانی نے شریعت کے تقاضے پورے کیئے۔ اس کے بعد حضور المسیح سے درخواست کریں کہ وہ روحانی طور پر آپ کے دِل میں آ جائیں تاکہ آپ اپنی بقیہ زندگی کے ایام اُن کی فرمانبرداری میں گزاریں۔

یاد رکھیں کہ حضور المسیح آپ کے گناہوں کیلئے مر گئے لیکن وہ مرے ہی نہیں رہے بلکہ وہ انبیاءِ کرام کی پیشینگوئیوں اور خود اپنے وعدے کے مطابق مُردوں میں سے جی بھی اُٹھے ہیں۔ انسانی تاریخ میں مر کر جی اُٹھنے والوں میں جو آج بھی زندہ ہیں وہ صرف حضور المسیح ہیں اور وہ آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

ان چند اوراق میں محبتِ خداوندی کی عکاسی کرنا اور لفظوں سے کھیلنا گویا سورج کو چراغ دِکھانا ہوگا۔ لہٰذا اگر آپ اس موضوع سے متعلق مزید جاننا چاہیں تو اس پتہ پر رابطہ کریں۔ آپ کی صلاحکاری کرنا خاکسار کیلئے صدہا افتخار، شرف اور اعزاز کا سبب ہوگا۔ میں بذریعہ خط و کتابت فی سبیل اللہ اسباق بھیج کر آپ کی مدد کر کے خوشی محسوس کرونگا۔ میری دِلی دُعا ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے نیک مقاصد میں ہمیں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

نوید ملک

پوسٹ بکس نمبر 17686 کراچی 75300